خطبہ جمعہ

جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ پھیل رہی ہے وہاں درود کو پھیلانے پر بہت زور دینے کی ضرورت ہے

درود کی برکت سے جماعت کو برکت ملے گی اور اس برکت میں سب سے بڑی برکت ان کی تربیت کی برکت ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۵/ مارچ ۱۹۹۹ء بمطابق ۵/ امان ۱۳۷۸ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -
الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -
اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-
﴿اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾
(سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو تم بھی اس پر دُرود اور بہت بہت سلام بھیجو۔

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں اور اس کی تشریح کے تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "دنیا میں کروڑہا ایسے پاک فطرت گزرے ہیں اور آگے بھی ہونگے لیکن ہم نے سب سے بہتر اور سب سے اعلیٰ اور سب سے خوب تر اس مردِ خدا کو پایا ہے جس کا نام ہے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا"۔

آج انشاء اللہ تعالیٰ درود شریف کے متعلق احادیث نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات کے حوالے سے میں کچھ مضمون آپ کے سامنے پیش کروں گا لیکن اس سے پہلے ایک سابقہ خطبے کے تعلق میں ایک وضاحت کرنی چاہتا ہوں۔

میں نے ایک حدیث پڑھی تھی جس میں ذکر تھا اُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لئے غنائم حلال کر دی گئیں اور الفاظ ایسے تھے جن سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس سے پہلے کبھی کسی نبی پر غنائم حلال نہیں کی گئیں اور اس بارے میں میں الجھن میں تھا۔ حدیث قطعی ہے کیونکہ بخاری کی بھی اور دوسری کتب میں بھی درج ہے اور بعینہ یہی الفاظ ہیں۔ اس لئے میں نے ایک صلائے عام دی تھی سب دوستوں کو کہ غور کر کے بتائیں کہ کیا بات ایسی ہے جو سمجھ میں نہیں آسکی مگر حدیث درست ہے اور یہ بات بھی قطعی طور پر درست ہے کہ قرآن کریم کی رو سے حضرت داؤدؑ اور حضرت سلیمانؑ پر یقیناً غنائم حلال کی گئی تھیں۔ پس قرآن کریم کی اس قطعی گواہی کے مخالف حدیث ہو ہی نہیں سکتی۔ ضرور کوئی بات سمجھنے سے رہ گئی ہے۔

اس ضمن میں بہت سے علماء نے بھی بہت خطوط لکھے اور طرح طرح کی توجیہات پیش کیں لیکن سب سے اعلیٰ اور عمدہ توجیہہ جو مجھے پسند آئی ہے اور بالکل دل میں کھُب گئی ہے وہ ہمارے ایک دوست عبدالرشید قریشی صاحب نے ناروے سے بھیجی ہے۔ اور یہ بالکل باقی حدیث کے الفاظ کے مطابق بات بنتی ہے۔ اس ساری حدیث نبوی کی روح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی برکت سے تمام دنیا استفادہ کر رہی ہے اور تمام دنیا میں امت محمدیہ استفادہ کر رہی ہے۔ ہر جگہ مسجد بنائی جاسکتی ہے، ہر جگہ نماز پڑھی جاسکتی ہے تو حضور اکرمؐ کی عالمی حیثیت کی باتیں ہو رہی ہیں اس لئے غنائم میں بھی لازماً عالمی حیثیت کی بات ہو رہی ہے اور یہ واقعہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پہلے کسی نبی کو بھی کُل عالَم کے غنائم عطا کرنے کا نہ وعدہ ہے نہ ان کے لئے حلال تھیں کیونکہ حضرت داؤدؑ بھی ایک محدود قوم کے لئے تھے، حضرت سلیمانؑ بھی ایک محدود قوم کے لئے تھے اور ان دائروں میں ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے جس قسم کے جہاد کی اجازت تھی اس کے نتیجے میں جو غنائم میسر آتے تھے وہ استعمال کر سکتے تھے مگر اپنے دائرے سے باہر جا کر تمام دنیا میں ان کے غنائم حاصل کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

پس آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس پہلو سے یکتا تھے اور یکتا ہیں اور یکتا رہیں گے اور یہ چھوٹی سی بات ایک گھنڈی جس کو کہتے ہیں، یہ اگر سمجھ آئی تو ناروے کے قریشی عبدالرشید صاحب کو سمجھ آئی۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں اس رنگ میں تو ساری حدیث کے مطابق مضمون بن رہا ہے۔ اب واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد جب کبھی بھی، جہاں کہیں بھی جہاد کی شرائط کے مطابق جہاد کی خدا تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو اجازت ہو گی، اس میں کوئی قید نہیں ہے کہ وہ کس جگہ ہو دنیا کے پردے پر جہاں بھی ہو، وہاں غنائم آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس حدیث کے مطابق ان کے لئے حلال ہونگے۔ پس اللہ تعالیٰ قریشی عبدالرشید صاحب کو جزا دے کہ ایک ضروری مسئلہ کو حل کرنے میں انہوں نے ہماری مدد فرمائی۔

اب میں یہ جو درود شریف کا مضمون ہے اس کو شروع کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس اقتباس کے بعد جو میں نے آپ کو پڑھ کے سنایا ہے۔ اب میں احادیث نبویہ میں سے کچھ ضروری متعلقہ احادیث آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اس مضمون پر بہت سی احادیث ملتی ہیں مگر بعض ایسی بھی ہیں جن کو سمجھنا عام قاری کے لئے مشکل ہوگا اور غلط خیالات دل میں پیدا ہو سکتے ہیں جن کو سمجھانے کے لئے مجھے بہت وقت چاہئے اور دقت کا سامنا ہوگا اس لئے ایسی احادیث جو زیادہ تشریح طلب ہیں ان کو میں نے الگ رکھ دیا ہے۔ ان کی صحت پر کوئی شک نہیں یقیناً وہ اعلیٰ درجہ کی کتب سے، اچھے راویوں سے مروی ہیں اس لئے ہمیں یہ حق تو نہیں ہے کہ ان کی صحت پر کسی قسم کی جرح کریں مگر مضمون اَدَق ہیں اور ان کا بیان کرنا ایک لمبے وقت کا تقاضا کرتا ہے اس لئے میں نے ان کو الگ رکھ دیا ہے۔ اب نسبتاً ہلکی پھلکی احادیث جو عام قاری کو جلد سمجھ آسکتی ہیں وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

سنن نسائی سے یہ حدیث لی گئی ہے عَنْ اَنَس ابنِ مَالِكٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْبَخِيْلُ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ وَ لَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے پاس میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے وہ بڑا بخیل ہے۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجے اس پر اللہ تعالیٰ دس بار درود بھیجتا ہے۔

پہلی بات تو بخل کی اس لحاظ سے درست ہے کہ جس کے بے انتہا احسانات ہوں اس کا نام آنے پر اس پر درود نہ بھیجا جائے یہ قلب کی انتہائی خساست اور بخل پر دلالت کرنے والی بات ہے۔ یہ سوچا بھی نہیں جا سکتا کہ ایک شریف النفس انسان اپنے محسن کا ذکر آنے پر اس کو دعا نہ دے۔

چھوٹے چھوٹے گدا، در کے فقیر، ان کو بھیک مل جائے تو دعائیں دیتے جاتے ہیں تو جو سب سے بڑا محسن ہے جس کے احسانات کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا اور بے انتہا ہیں ان کا ذکر آنے پر اگر تم دعا نہ دو تو حد سے زیادہ یہ بخل ہے۔ دوسرا پہلو اس کا آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے یہ بیان فرمایا ہے کہ مجھ سے تو بخل تم کیا کر سکتے ہو مجھے کوئی بھی نقصان نہیں۔ تم اپنے خلاف بخل کرو گے کیونکہ وعدہ ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جو ایک درود بھیجے گا محمد رسول اللہ ﷺ پر میں اس کے مقابل پر، اس کے جواب میں اس پر دس درود بھیجوں گا۔ اب اس حدیث میں بھی ایک گہرا نکتہ ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اپنے وصال کے بعد اب براہ راست فیض نہیں پہنچا سکتے سوائے اُس فیض کے جو آپ کی تعلیم اور سنت میں ہے وہ

الگ مسئلہ ہے وہ براہ راست ہر شخص کو پہنچتا ہے ، پہنچتا رہے گا۔ لیکن دنیا بھر میں جہاں کوئی بھی سلام بھیج رہا ہے یا درود بھیج رہا ہے اس کو براہ راست حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فیض نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے کہ اللہ آپ کا حافظ و ناصر ہے، اللہ آپ کا نگران ہے، اللہ آپ کا وکیل ہے اور ہر ایسے شخص کو جزا دینا، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف سے جزا دینا یہ اللہ کا کام ہے اور وہ یہ جزا ضرور دے گا۔

اور جزا دینے والا ہمیشہ اگر سخی ہو تو جتنی نیکی کی جائے اس سے بڑھ کر جزا دیا کرتا ہے۔ اور اس سلسلے میں دس درود کا مطلب یہ ہے کہ کم سے کم دس۔ یہ مطلب نہیں کہ دس سے زیادہ نہیں۔ یہ تو شرط ہے جو اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق ہمیں معلوم ہوتی ہے کہ جہاں کوئی انسان ایک نیکی کرتا ہے اللہ اس کی دس گنا جزا ضرور عطا فرماتا ہے۔ تو بخیل ان معنوں میں کہ بڑا بے وقوف ہے اس کو ایک درود بھیجنے پر دس جزائیں مل سکتی تھیں اس گدھے نے اس موقع سے فائدہ نہ اٹھایا اور بخل کیا تو اپنے خلاف۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ درود بھیجتا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اللہ درود کیسے بھیجتا ہے ؟ ہم جو درود بھیجتے ہیں تو یہ عرض کرتے ہیں خدا کی درگاہ میں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر برکتیں نازل فرما، سلام نازل فرما، آپؐ کی امت پر، آپؐ کی آل پر برکتیں نازل فرما۔ اللہ بھیجتا ہے تو اللہ کے درود بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سلامتیاں اور برکتیں رسول اللہ ﷺ پر بھیجتا ہے۔ اب بندوں پر درود کیسے بھیجتا ہے جو عام بندے ہیں کسی سے دعا کرتا ہے کہ ان کو یہ چیز پہنچے۔ خدا کو کسی اور سے دعا کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر برکات خود بھیجتا ہے اسی طرح اپنے ان بندوں پر بھی برکات خود بھیجتا ہے اور یہ برکات جو ہیں اس کو اور اس کی نسلوں کو دنیا و آخرت میں بے انتہا جزا دینے کا موجب بن جاتی ہیں، ایک لامتناہی جزاؤں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پس درود بھیجنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس طرح درود بھیجتا ہے جیسے ہم بھیجتے ہیں۔ ہم تو اللہ سے عرض کرتے ہیں کہ تو برکتیں نازل فرما۔ اللہ، رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے کس سے عرض کرتا ہے ؟ خدا تو کسی سے عرض نہیں کرتا۔ وہ خود برکتیں نازل فرماتا ہے۔ پس بندوں پر درود بھیجنے کا مطلب یہی ہے کہ ان پر برکتیں نازل فرماتا ہے۔

ایک دوسری حدیث درود کے تعلق میں سنن نسائی سے لی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ سے روایت ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ کے بعض فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے رہتے ہیں اور وہ مجھے میری امت کی طرف سے سلام پہنچاتے ہیں۔

اب بظاہر یوں لگتا ہے جیسے کوئی جسمانی نقشہ کھینچا جا رہا ہے۔ خدا تعالیٰ کے فرشتوں کی کیفیت کیا ہے، وہ روحانی وجود کس قسم کے ہیں یہ اللہ ہی سمجھتا ہے، اللہ ہی جانتا ہے، ہماری فہم سے بالا ہے۔ ایک بات جو قطعی طور پر درست ہے وہ یہ ہے کہ وہ فرشتے ہیں اور ان کا ساری روئے زمین سے تعلق ہے اور ہر انسان اور ہر جاندار پر اس کی بقا کے لئے کچھ فرشتے مقرر ہیں۔ اس لئے فرشتے گھومتے پھرتے ہیں کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فرشتہ یا کچھ فرشتے زمین کی ایک جگہ سے دوڑے جاتے ہیں کسی اور جگہ چلے جاتے ہیں، وہاں سے دوڑے پھرتے ہیں ادھر آجاتے ہیں۔ یہ مفہوم محض ایک نقشہ ہے تاکہ انسان کو بات کی سمجھ آسکے۔

مراد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے ساری زمین پر پھیلے پڑے ہیں اور کوئی انسان یہ گمان نہ کرے کہ میں نے رات کے پردے میں چھپ کر یا زمین کے کسی دور دراز کونے یا جنگل میں اللہ کے رسول پر سلام اور درود بھیجا تھا اور اسے کسی نے نہیں سنا۔ یقین دہانی ہے کہ تمہارے درود اور سلام لازماً محمد رسول اللہ ﷺ تک پہنچ رہے ہیں اور یہ بات ہر درود بھیجنے والے کے لئے کتنی تسکین کا موجب ہے۔ اگر آپ سلام بھیجیں کسی کو اور وہ سن لے تو کتنی خوشی ہوگی اور اگر نہ سنے تو دل میں کھٹکا سا رہے گا کہ ہم نے تو سلام بھیجا مگر کسی نے نہیں سنا۔ پس یہ حدیث ہر مومن کے لئے جو محمدؐ رسول اللہ پر سلام بھیجتا ہے ایک اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت برسانے والی حدیث ہے۔

اس سے زیادہ جزا اس کے سلام کی ہو نہیں سکتی کہ جس کو سلام بھیجا گیا تھا اس نے سُن لیا۔ اور یہ سُن لیا کوئی فرضی دعویٰ نہیں ہے۔ یہ سچا دعویٰ تبھی بنتا ہے کہ واقعتہً یہ سلام پہنچائے جائیں۔ پس **خدا تعالیٰ نے ایک ایسا نظام جاری فرمایا ہے کہ تمام دنیا میں کونے کونے سے محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجنے والوں کے سلام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پہنچائے جاتے ہیں۔**

ایک مسند احمد بن حنبل سے حدیث لی گئی ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے تو میں آپ کے پیچھے پیچھے ہو گیا۔ آپ کھجوروں کے ایک باغ میں داخل ہوئے اور سجدہ ریز ہو گئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بسا اوقات بغیر کسی اطلاع دیئے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے اور بعض صحابہ بھی انتظار میں بیٹھے رہتے تھے، تاک میں لگے رہتے تھے کہ کب حضورؐ باہر آئیں تو ہمیں موقع ملے، ہم چلیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کسی کو مخاطب ہو کر یہ نہیں فرماتے تھے کہ میرے ساتھ چلو تو وہ ادب سے پیچھے ہٹ کر چلا کرتے تھے تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی خلوت میں خلل نہ پیدا کریں۔

یہی طریق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تھا۔ بعض دفعہ آپ اکیلے نکل جایا کرتے تھے اور بعض صحابہ جن کو پتہ لگ جایا کرتا تھا تو وہ پیچھے پیچھے دوڑا کرتے تھے احتیاط کے تقاضوں کے پیش نظر یا برکت حاصل کرنے کے لئے۔ پس یہ بھی ویسی ہی ایک حدیث ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ کیا کر رہے ہیں وہاں۔ حضور اس باغ میں اس وقت کیا کرنے جا رہے ہیں۔ کہتے ہیں رفتہ رفتہ انتظار کرتے کرتے اتنا لمبا عرصہ گزر گیا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ اس تمام عرصہ میں آپ سجدے کی حالت میں ہیں اور سجدے میں چونکہ میں مخل نہیں ہونا چاہتا تھا اس لئے میں آگے نہیں بڑھا۔ لیکن اتنا لمبا عرصہ گزرا کہ مجھے خطرہ محسوس ہوا کہ نعوذ باللہ من ذالک رسول اللہ ﷺ کی روح قفس عنصری سے پرواز نہ کر گئی ہو، اسی سجدے کی حالت میں آپ فوت نہ ہو گئے ہوں۔ اس غم اور فکر سے میں دوڑا، قریب آیا تو رسول اللہ ﷺ نے میرے آنے کی آواز سنی اور سجدے سے سر اٹھا لیا۔

معلوم ہوتا ہے باقاعدہ نماز نہیں ہو رہی تھی ایک سجدۂ شکر تھا بس۔ اور جب قدموں کی آواز سنی، سر اٹھایا اور پوچھا اے عبدالرحمٰن ! کیا بات ہے۔ میں نے آپؐ سے اپنے خدشے کا اظہار کیا یا رسول اللہ یہ وجہ ہے جو میں آپؐ کے قریب آگیا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جبرائیل نے مجھے کہا ہے کہ کیا میں تجھے خوشخبری نہ دوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس شخص نے تجھ پر درود بھیجا میں اس پر رحمت نازل کروں گا اور جو تجھ پر سلام بھیجے گا میں اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ یہ وعدہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے پر شکر ادا کیا۔ اب صاف ظاہر ہے اور وہ لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بھی شرک کرنے لگ جاتے ہیں ان کے لئے ایک کھلا کھلا پیغام ہے کہ رسول اللہ ﷺ چاہتے تھے کہ ان سب کو جزا دیں جو آپ کو سلامتی کی دعائیں دیتے ہیں۔ مگر خود نہیں دے سکتے تھے اس لئے جب تک اللہ تعالیٰ نے یہ وعدہ نہیں فرمایا میں دوں گا اس وقت تک آپ کے دل کو پورا اطمینان نصیب نہیں ہوا اور جب وعدہ فرمایا تو اس کے شکر کے طور پر سجدہ ادا کیا۔ اب مجھے کوئی فکر نہیں ہے۔ میرا خدا ہمیشہ مجھ پر سلام بھیجنے والوں پر سلام بھیجتا رہے گا۔

ایک اور حدیث ہے ترمذی کتاب الجمعہ بابُ مَا ذُكِرَ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ وَالصَّلَاةَ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ قَبْلَ الدُّعَاءِ۔ حضرت عبداللہ ؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ، حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کی موجودگی میں نماز پڑھی اور جب میں نماز پڑھ کر بیٹھا تو میں نے اللہ تعالیٰ کی ثنا کی پھر نبی کریم ﷺ پر درود بھیجا۔ صرف یہ ہے فَلَمَّا جَلَسْتُ میں بیٹھا۔ تو مراد غالباً یہی ہے کہ اَلتَّحِيَّات کی حالت میں جب وہ بیٹھے ہیں تو ایسے انداز سے دعا کر رہے تھے کہ ارد گرد کچھ لوگ سن بھی سکتے تھے۔ اس لئے مجھے خیال آیا تھا کہ نماز میں دعا کر رہے تھے یا نماز کے بعد، جو بھی صورت تھی بہرحال بیٹھی ہوئی حالت میں یہ دعا کر رہے تھے۔

کہتے ہیں میں نے دعا اس طرح کی بَدَاْتُ بِالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ میں نے اللہ کی ثنا سے اپنی دعا شروع کی ثُمَّ الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیج کر یعنی درود بھیج کر ثُمَّ دَعَوْتُ لِنَفْسِي پھر میں نے اپنی ذات کے لئے خدا تعالیٰ سے کچھ دعائیں کیں فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ سَلْ تُعْطَه ، سَلْ تُعْطَه کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مانگ تجھے دیا جائے گا، مانگ تجھے دیا جائے گا۔ اب اس حدیث سے یہ قطعیت کے ساتھ ثابت ہے اگر یہ نماز کی حالت تھی تو نماز میں بھی اپنے لئے مانگنا جائز ہے اور اپنے الفاظ میں مانگنا جائز ہے۔ مگر یہ تب ہونا چاہئے کہ پہلے ثنا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود ہو اور اَلتَّحِيَّات کا آغاز ہی اس سے ہوتا ہے۔

التَّحِيَاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبٰتُ اَلسَّلَامُ عَلَيكَ اَيهَا النَّبِيُّ وَرَحمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه۔ یہ صاف پتہ چل رہا ہے کہ التحیات کی حالت میں یہ دعا اگر اس طرح کی جائے تو بالکل جائز اور درست ہے۔ اور بعید نہیں کہ التحیات کی صورت میں ہی انہوں نے دعا کا ذکر کیا ہو اسکے بعد پھر اپنے لئے دعا مانگنی جائز ہے۔ یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ نماز میں اپنے الفاظ میں اپنے لئے دعا مانگنی جائز ہے۔ نمبر دو نماز کے بعد اگر بیٹھ کر انسان دعا کرے اور اس دعا میں بھی ثناء پہلے ہو، درود ہو پھر اپنے لئے کچھ مانگا جائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ فرمانا بہت بڑی خوشخبری ہے۔ مانگ جو مانگتا ہے، مانگ جو مانگتا ہے، اب اللہ تعالیٰ تیری دعاؤں کو ضرور قبول فرمالے گا۔ پس ہر دعا کرنے والے کے لئے اس میں بہت بڑی حکمت ہے، بہت بڑی خدا تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری دعائیں قبول ہوں تو دعائیں قبول کروانے کا یہ طریق ہے۔

اگرچہ بعض احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اگر صرف سلام اور درود ہی بھیجا تو اسی میں ہی اپنی دعائیں بھی شامل ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اسی سے یہ استنباط فرمایا کرتے تھے اور آپ کی جو روایات میں آپ کے سامنے پیش کروں گا ان میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ مگر جو بھی صورت ہو ثناء اور درود اور پھر اپنے لئے دعا یہ تین باتیں اسی ترتیب سے یاد رکھیں۔ جب آپ آل کا ذکر کرتے ہیں درود میں تو دراصل اس آل میں آپ خود شامل ہو سکتے ہیں کیونکہ سچی آل بننا یہ آپ کا کام ہے۔ اگر سچی آل بن جائیں تو

آلِ محمدؐ میں شامل ہو جائیں گے اور آلِ محمدؐ کو جو جو برکات خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونگی ان میں آپ بھی داخل ہو جائیں گے تو آپ کی کوئی ضرورت بھی ایسی باقی نہیں رہتی جو ان برکات سے جن کا وعدہ کیا جارہا ہے باہر کی کوئی ضرورت ہو۔

تو مختلف مانگنے کے ڈھنگ ہیں کبھی کبھی انسان ایسے حال میں ہوتا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کا خصوصیت سے بار بار ذکر کرتا ہے اور جب تک اس کا ذکر بار بار نہ کرے اس کے دل کو تسکین نہیں ہوتی۔ یہ حالت بھی جائز ہے مگر ثنا اور دُرود کو یاد رکھیں اس کے بعد پھر جیسا چاہیں کریں۔ اور بعض دفعہ انسان اتنا گہرا ڈوب جاتا ہے آل کے مضمون میں کہ اس میں پھر اپنے لئے سب کچھ مانگ لیتا ہے اور ذکر کر کے نہیں مانگنا پڑتا۔

مسلم کتاب الصلوٰۃ بابُ الصَّلوٰۃِ عَلَی النَّبِیّ اور یہ بخاری میں بھی حدیث انہی الفاظ میں ہے۔ حضرت کعبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ جب ہمارے ہاں تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ آپ پر سلام کس طرح بھیجا جائے۔ السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته وہ روزانہ کہتے ہی تھے، یہ مراد ہے۔ یہ تو معلوم ہے کہ سلام کیسے بھیجا جائے مگر درود کیسے بھیجیں۔ تو اس پر آنحضور ﷺ نے فرمایا تم مجھ پر اس طرح درود بھیجا کرو۔ اے ہمارے اللہ! تو محمد اور محمد کی آل پر درود بھیج جس طرح تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر درود بھیجا۔ اے ہمارے اللہ! محمد اور محمد کی آل کو برکت عطا فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور ابراہیم کی آل کو برکت عطا کی۔ تو حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ یہ وہی درود شریف ہے جو ہم نماز میں اَلتَّحِیّات کے بعد پڑھتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "رسول اللہ ﷺ کے واقعات پیش آمدہ کی اگر معرفت ہو اور اس بات پر پوری اطلاع ہو کہ اس وقت دنیا کی کیا حالت تھی اور آپؐ نے آکر کیا کیا۔ تو انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے"۔ اب اس میں یاد رکھیں کہ **درود پڑھنے کے لئے ایک وجد کی ضرورت ہے۔ درود پڑھنے سے پہلے ایک کیفیت کی ضرورت ہے، عشق اورمحبت کی کیفیت کی جس میں ڈوب کر انسان درود پڑھے۔** اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ گر ہمیں سکھلا دیا کہ غور کیا کرو کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ظاہر ہونے سے پہلے دنیا کی حالت کیا تھی۔ توحید سے خالی، فسق و فجور میں ڈوبی ہوئی، نہ بر پر خدا رہا نہ بحر میں خدا رہا۔ یعنی خدا کے ذکر سے بر و بحر خالی ہو گئے یہ کیفیت تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کے ذکر سے بر و بحر کو بھر دیا، فضائیں خدا کے ذکر سے گونجنے لگیں یہ حال جب تم سوچو کہ کیا واقعہ ہوا اور کیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ذکر الٰہی کو بلند کیا ہے تو بے اختیار دل پر ایک وجد کی کیفیت طاری ہو جائے گی اور اس کیفیت میں تم بے اختیار کہہ اٹھو گے جیسا کہ فرماتے ہیں "انسان وجد میں آکر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کہہ اٹھتا ہے"۔ فرماتے ہیں "میں سچ سچ کہتا ہوں یہ خیال اور فرضی بات نہیں ہے۔ قرآن شریف اور دنیا کی تاریخ اس امر کی پوری شہادت دیتی ہے کہ نبی کریمؐ نے کیا کیا ورنہ وہ کیا بات تھی کہ آپ کے لئے مخصوصاً فرمایا گیا اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

اب یہ چھوٹا سا فقرہ ہے "کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی"۔ اس کا کیا مطلب بنتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی اور نبی کے بارے میں پہلے کبھی کسی نبی کی امت کو یہ تعلیم نہیں دی گئی تھی کہ تم اپنے نبی پر درود اور سلام بھیجو۔ یہ خصوصیت ہے جس میں آنحضرت ﷺ اکیلے ہیں۔ تمام کائنات میں جتنے نبیوں کا ذکر ملتا ہے ان میں کسی پر درود اور سلام بھیجنے کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے اس نبی کی امت کو نہیں دی۔ یہ جب میں نے پڑھا تو میں حیران رہ گیا اور اس تعجب میں میں نے بائبل کا اور انجیل کا اس حصے کا مطالعہ کیا جس میں یہ درود کا ذکر مل سکتا تھا اور پھر بعض ایسے پادریوں سے بھی پتہ کروایا جو بائبل پر بہت عبور رکھنے کی شہرت رکھتے ہیں۔ ان سے میں نے پوچھا تم بتاؤ حضرت عیسیٰ کے متعلق تو میں ذاتی طور پر، میں کیا ساری دنیا جانتی ہے مسیح موعود علیہ السلام نے اس مسئلے کو بار بار اٹھایا ہے کہ پہلے مسیح نے یعنی محمد رسول اللہ ﷺ کے اس مسیح کے علاوہ جو پہلا مسیح تھا اس نے کبھی بھی موسیٰ پر یا اپنے سے پہلے نبیوں پر درود نہیں بھیجا۔ ایک اشارہ تک نہیں ملتا عہد نامہ جدید میں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے سے پہلے کسی نبی پر بھی درود بھیجا ہو اور خصوصاً موسیٰ کے خوشہ چین تھے، موسیٰ کی کتاب کے خوشہ چین تھے آپ پر درود بھیجا ہوتا، کوئی ذکر نہیں۔ تو پادری صاحب سے میں نے یہ سوال کیا تھا۔ مجھے جہاں تک یاد پڑتا ہے بائبل کا مطالعہ جب بھی کیا کبھی بھی کوئی ذکر نہیں ملا کہ حضرت موسیٰؑ نے اپنے سے پہلے نبیوں پر درود بھیجا ہو یا حضرت ابراہیمؑ پر بھیجا ہو۔ کوئی ذکر نہیں۔ ابراہیمؑ کے تعلق میں کچھ مجھے ذکر نہیں ملا کہ آپ نے نوحؑ پر یا آدمؑ پر درود بھیجا ہو۔ تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایک خصوصیت ہے جس میں اور کوئی شریک نہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے "کسی دوسرے نبی کے لئے یہ صدا نہیں آئی"۔

بہت ہی پیارا کلام ہے فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے یہ جملہ کہ 'آواز نہیں سنو گے تم' صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں یہ آواز سنائی دے گی کہ اے لوگو اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجو جیسا کہ اللہ اس پر اور اس کی آل پر درود بھیجتا ہے۔ جو میں نے تحقیق کی تو پتہ چلا نہ عیسیٰؑ نے موسیٰؑ پر اور پہلے نبیوں پر درود بھیجا، نہ موسیٰؑ نے ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر درود بھیجا، نہ دوسرے نبیوں پر درود بھیجنا کسی جگہ ثابت ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ ابراہیمؑ پر درود خدا نے جو بھیجا تھا اس کا بھی ذکر نہیں ملتا سوائے رسول اللہ ﷺ کے اس ذکر کے کہ خدا کس طرح درود بھیجا کرتا تھا ابراہیم پر۔ اس ذکر کو بھی محمدؐ رسول اللہ نے زندہ کیا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہر نماز میں ہر مسلمان پر یہ لازم نہ کر دیتے کہ جب مجھ پر درود بھیجو تو ابراہیمؑ کے نام کو بھی زندہ کر لیا کرو وہ بھی بہت بابرکت تھا اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ نے بہت برکتیں عطا فرمائی تھیں۔

پس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احسانات جیسے اگلوں پر ہیں پچھلوں پر بھی تھے۔ اور خصوصیت کے ساتھ حضرت ابراہیمؑ پر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا یہ احسان ہے کہ آپ کے ذکر سے ان کا ذکر زندہ ہوا اور اب سب دنیا میں ابراہیمؑ کے درود کا ذکر پایا جاتا ہے صرف مسلمانوں کے لئے۔ ماننے والے یہودی بھی ہیں ، ماننے والے عیسائی بھی ہیں مگر **ساری دنیا میں اگر ابراہیمؑ پر درود بھیجنے کا ذکر کسی زبان پر جاری ہے تو وہ صرف مسلمانوں کی زبان ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا احسان خاص ہے جس کی اور کوئی مثال کہیں دکھائی نہیں دے سکتی۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درود سے ایسی محبت تھی کہ آپ نے شرائط بیعت میں درود شریف کو داخل فرمایا۔ اور جو شرط سوم ہے اس کے الفاظ یہ ہیں "بلا ناغہ پنجوقتہ نماز موافق حکم خدا اور رسول ادا کرتا رہے گا"۔ یعنی بندہ بیعت کرنے والا "اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کرے گا"۔ یعنی ہمیشگی اختیار کرے گا۔ "اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ وِرد بنالے گا"۔ (اشتہار ۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء)۔ یعنی روز کا یہ دن رات کا پیشہ ہی ہو جائے گا اس کا، اس پر وہ دوام اختیار کرے گا کہ ہمیشہ یہ کرتا رہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ نبیٔ معصوم ﷺ"۔ اب یہاں جب بہت زیادہ عزت ہو تو وہاں واحد میں ذکر کرتے ہیں جمع کے حوالے سے ذکر نہیں کرتے۔ یعنی اردو میں عزت کے لئے جمع کا لفظ بھی بولا جاتا ہے اور بہت زیادہ عزت کرنی ہو تو واحد کا صیغہ بھی بولا جاتا ہے تو یہاں واحد کے صیغے میں فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے کہ نبیٔ معصوم ﷺ آیا اور بت پرستوں سے اس نے نجات دی۔ یہی وہ راز ہے کہ یہ درجہ صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کو ان احسانوں کے معاوضوں میں ملا کہ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"۔

(الحکم جلد ۵ نمبر ۲ مورخہ ۱۷/جنوری ۱۹۰۱ء صفحہ ۲)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک ٹریکٹ شائع فرمایا اور اس ٹریکٹ میں آپ فرماتے ہیں "**قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں**۔ اول ان کنتم تحبّو نَ اللّٰہ فاتَّبِعُونی"۔ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرو۔ اگر اللہ سے محبت کا دعویٰ سچا ہے تو محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع لازم ہو گی ورنہ جہاں جہاں اتباع سے باہر ہو گے وہاں تمہاری محبت کا دعویٰ جھوٹا نکلے گا۔ پس قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے یہ شرط کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اتباع کرو تاکہ تمہارا یہ دعویٰ سچا ہو کہ تم خدا سے محبت کرتے ہو اور جب خدا سے محبت کرتے ہو تو تمہاری دعا کو بھی قبول کرلے گا یعنی یہ اس کا ایک طبعی لازمی نتیجہ ہے۔

"دوم یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا"۔ نہ صرف پیروی کرو بلکہ چونکہ محمدؐ رسول اللہ کے نتیجے میں تمہیں خدا مل رہا ہے اس لئے صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا اپنے شکر کے جذبے کا اظہار اس طرح کرو کہ آپ پر درود بھیجو یعنی احسان کے طور پر نہیں بلکہ احسان مندی کے اظہار کے طور پر۔ "سوم موہبت الٰہی کے ذریعے"۔ (ٹریکٹ بعنوان "حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃالوجود پر ایک خط مرتبہ عرفانی صاحب صفحہ ۲۲)۔ اللہ تعالیٰ کا خوف اگر دل پر طاری رہے، اللہ کا رعب دل پر طاری رہے تو ایسے بندے کی دعائیں بھی قبول کی جاتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں بھی درود کا کثرت سے ذکر ملتا ہے اور درود کی برکات جو آپ پر نازل ہوئیں ان کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں جا بجا ذکر ملتا ہے۔ اعجاز المسیح میں درج ہے "فَصَلُّوْا عَلٰی ھٰذَا النَّبِیِّ الْمُحْسِنِ الَّذِی ھُوَ مَظْھَرُ صِفَاتِ الرَّحْمٰنِ الْمَنَّان"۔ یعنی یہ الہامی قول ہے جس کا اعجاز المسیح میں ذکر ہے۔ "(اے لوگو) اس محسن نبی پر درود بھیجو جو خداوند رحمٰن و منان کی صفات کا مظہر ہے کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے"۔ یہاں الہام میں اس بات کو کھول دیا گیا ہے کہ ھل جزاءُ الاحسانِ الّاالاحسان۔ پس **آنحضرت صلی اللہ علیہ**

وعلیٰ آلہ وسلم پردرود بھیجنا آپ کے احسان کے نتیجے میں ہم پرواجب ہوجاتاہے۔

"احسان کابدلہ احسان ہی ہے اور جس دل میں آپ کے احسانات کااحساس نہیں اس میں یا توایمان ہے ہی نہیں اوریا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے"۔ یہ تحریر کا جو یہ حصہ ہے یہ غالبًا الہامی نہیں ہے۔ پہلے جو باتیں ہیں وہ کئی مختلف وقتوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو درود کے متعلق الہامات ہوتے رہے ہیں اس لئے یہ ممکن ہے کہ یہ جو تحریر میں نے پڑھ کے سنائی ہے یہ لفظاً لفظاً کسی الہام کی طرف اشارہ نہ ہو مگر مختلف الہامات کے ذکر پر مشتمل عبارت ہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بار بار آپ کو تاکید ہوئی ہے اس میں باتیں ملتی ہیں کیوں یہ جو عبارت آگے آرہی ہے اس سے نظر آرہاہے کہ یہ عبارت مسیح موعودؑ کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لفظاً الہام نہیں ہے۔

فرماتے ہیں "اور جس دل میں آپ کے احسانات کااحساس نہیں اس میں یا توایمان ہے ہی نہیں اوریا پھر وہ اپنے ایمان کو تباہ کرنے کے درپے ہے"۔ اس فقرے سے میں سمجھتاہوں کہ پہلی عبارت لفظاً الہامی عبارت نہیں تھی الہامات کاایک مفہوم تھاجو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے الفاظ میں بیان فرمایاہے۔
"اے اللہ اس امیّ رسول اور نبی پر درود بھیج جس نے آخرین کو بھی پانی سے سیر کیاہے جس طرح اس نے اولین کو سیر کیا"۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وقت میں جو صحابہ موجود تھے ان کو بھی خدا کے وصل کاشربت پلایا، سیر کیاسے یہ مراد ہے اور کسی پانی کا اصل عبارت میں ذکر نہیں یہ ترجمہ کرنے والے نے کیاہے۔ صرف یہ ذکر ہے سیر کر دیا۔ یعنی وصل الٰہی کے شربت سے ان کو خوب سیر کیا جس طرح پہلوں کو کیااسی طرح آخرین کو بھی کیااور آخرین کو بھی کیا، دوسروں کو بھی کیا۔
"اور انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیا"۔ سیر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے جیسا بنایا۔ یہ ہو کیسے سکتاہے کہ وصل الٰہی کے شربت نے رسول اللہ ﷺ نے کسی کی پیاس بجھائی ہو اور اس کو سر سے پاؤں تک وصل الٰہی کے شربت میں نہلا دیا ہو اور وہ رسول اللہ ﷺ کا رنگ نہ پکڑے۔ اس لئے منطقی نتیجہ ہے جو مسیح موعود علیہ السلام نکال رہے ہیں۔ "انہیں اپنے رنگ میں رنگین کیااور انہیں پاک لوگوں میں داخل کر دیا"۔

(اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ٦٠٥)

اب سوال یہ ہے کہ **درود کتنی دفعہ پڑھنا چاہئے اور کس پابندی کے ساتھ کس وقت پڑھنا چاہئے**۔ اس تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعض سادہ سی نصیحتیں ہیں جو عام فہم ہیں اس پہ کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے۔ مکتوبات حصہ اول صفحہ ۱۸ پہ درج ہے "کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں" اور حالات مختلف ہوتے ہیں۔ انسان بعض دفعہ ہم و غم میں پھنسا ہوا، اپنے دنیا کے کاروبار میں بعض دفعہ اتنا مصروف ہو جاتا ہے یا اپنے صدموں میں ایسا الجھا یا جاتاہے کہ اسے ہوش نہیں رہتی کہ میں کتنی دفعہ درود پڑھوں۔ تو حالتیں مختلف ہیں اس لئے کوئی ایک پابندی نہیں ہے جس کو سارے اختیار کر سکیں۔ فرمایا "کسی تعداد کی پابندی ضروری نہیں۔ اخلاص اور محبت اور حضور اور تضرع سے پڑھنا چاہئے"۔ جب بھی یاد آئے کہ درود ہونا چاہئے اور غم کے وقت اس کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ پڑھو تو تضرع کے ساتھ دل کو حاضر کر کے "اور اس وقت تک پڑھتے رہیں جب تک ایک حالت رقت اور بے خودی اور تاثر کی پیدا ہو جائے"۔ جب درود شروع ہو تو ضروری نہیں کہ دل میں فوری طور پر رقت پیدا ہو جائے لیکن فرمایا جب دُرود ایک دفعہ شروع کرو تو پھر پڑھتے رہو، پڑھتے رہو، یہاں تک کہ دل میں درود کا مضمون گھل جائے اور اس کے نتیجے میں پھر ایک رقت اور درد کی کیفیت پیدا ہو جائے وہ دُرود ہے جو سچا دُرود ہوگا۔ "اور سینہ میں انشراح اور ذوق پایا جائے"۔ وہی درود انسان کی جزا بن جاتاہے سینہ کھل جاتاہے ہر غم سے رہائی ملتی ہے، فکر سے نجات ملتی ہے اور ایک لطف آنا شروع ہو جاتاہے دُرود میں۔

نیز آپ نے فرمایا "اس قدر پڑھا جائے کہ کیفیت صلوٰۃ سے دل مملو ہو جائے اور ایک انشراح اور لذت اور حیاتِ قلب پیدا ہو جائے"۔ (مکتوبات حصہ اول صفحہ ٢٦)۔ یہ دوسرے الفاظ میں وہی مضمون ہے جو میں ابھی بیان کر چکاہوں۔

بعض الہامات میں اب آپ کے سامنے رکھتاہوں جن میں درد کا مضمون اللہ تعالیٰ کے اپنے الفاظ میں بیان ہواہے۔ براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد نمبر ا صفحہ ٢٦٧ پر یہ درج ہے۔ اب اس سے اندازہ کریں کہ کتنی آغاز کی یہ کتاب ہے دعوے سے بہت پہلے کی اور اس کتاب میں جو جلد اول ہے اس میں درود کا بکثرت ذکر ہے۔ الہام ہے "وَاْمُرْبِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَصَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ . اَلصَّلٰوةُ هُوَ الْمُرَبِّىْ"۔ اس کا ترجمہ یہ درج ہے: "نیک کاموں کی طرف راہنمائی کر اور برے کاموں سے روک اور محمد اور آل محمد ﷺ پر درود بھیج"۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی آل پر درود آغاز ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو الہاماً سکھایا گیا تھا۔ **"درود ہی تربیت کا ذریعہ ہے"۔**
اب دیکھیں یہ بھی ایک گہرا نکتہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سمجھا دیا گیا کہ تمہیں جب دنیا کا مربی بنایا جارہاہے اور حکم دیا جارہاہے کہ نیک کاموں کی تلقین کر اور برے کاموں سے روک تو اس کا گر بھی تمہیں سکھا دیتے ہیں۔ گر یہ ہے کہ درود کی طرف لوگوں کی توجہ مائل کر اور اگر دُرود پڑھنا آجائے جماعت کو یعنی تیری جماعت کو جو تُو بنائے گا تو وہ بہترین تربیت کا ذریعہ ہوگا۔

پس اس پہلو سے **آج ہمیں دُرود پر اتنا زور دینا چاہئے کہ جس کثرت سے جماعت دنیا میں پھیل رہی ہے اسی کثرت سے درود پھیلے اور درود کی برکت سے پھر جماعت کو برکت ملے گی اور اس برکت میں سب سے بڑی ان کی تربیت کی برکت ہے۔** تو درود سے فیض پاتے ہوئے ان کی نمازیں سنور جائیں گی ان کی عبادتیں نکھر جائیں گی ان کو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ خدا سے ذاتی تعلق نصیب ہو جائے گا اور اس کے لئے یہ دُرود وسیلہ بنے گا۔ پس ان باتوں پر خوب غور کریں اور **جہاں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے تبلیغ پھیل رہی ہے وہاں دُرود کو پھیلانے پر بہت زور دینے کی ضرورت ہے۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام **درود کی برکات کا ذاتی تجربہ** ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں۔ "ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ درود شریف کے پڑھنے میں یعنی آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے میں ایک زمانے تک مجھے استغراق رہا"۔ یعنی لمبے عرصے تک جس کا ذکر نہیں کتنے سال تھے، آپ کی روح اسی بات میں غرق رہی آپ کی تمام تر توجہات اسی بات پر منصرف رہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجو، دن کو بھیجو، رات کو بھیجو، سوتے جاگتے اٹھتے بیٹھتے ہر وقت درود بھیجتے رہو۔ چنانچہ سوائے درود بھیجنے کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس زمانے میں اور کوئی مشغلہ نہیں تھا۔ "کیونکہ میرا یقین تھا کہ خدا تعالیٰ کی راہیں نہایت دقیق راہیں ہیں"۔ میں جانتا تھا کہ بہت باریک راہیں ہیں جن پر چل کر خدا ملتاہے "بجز وسیلۂ نبی کریم کے مل نہیں سکتیں"۔ وہ دقیق راہیں محمد رسول اللہ ﷺ کی وساطت کے بغیر آپ کے وسیلے کے بغیر، آپ کی پیروی کے بغیر کیسے مل سکتی ہیں پس اس وجہ سے میں نے بکثرت درود بھیجے۔ یعنی یہ آپ کے الفاظ میں درج نہیں میں آپ کی طرف سے بیان کر رہاہوں۔

فرماتے ہیں "جیسا کہ خدا بھی فرماتاہے وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ"۔ اس کی طرف توجہ کرتے ہوئے وسیلہ چاہو۔ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ محمد رسول اللہ کا وسیلہ پکڑو اور محمد رسول اللہ کا وسیلہ پکڑنے کی خواہش ظاہر کرو اور اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا تو تمہیں وہ وسیلہ ملے گا۔ "تب ایک مدت کے بعد کشفی حالت میں میں نے دیکھا کہ دو سقّے" یعنی ماشکی "آئے ہیں اور ایک اندرونی راستے سے اور ایک بیرونی راستے سے میرے گھر میں داخل ہوئے اور ان کے کاندھوں پر نور کی مشکیں ہیں اور کہتے ہیں هٰذَا مَا صَلَّيْتَ عَلٰى مُحَمَّدٍ"۔ اور کہتے ہیں کہ یہ اس بناء پر ہے جو تونے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر درود بھیجاہے۔ اب یہ بالکل صاف اور واضح عبارت ہے جتنے بھی نور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئے یہ درود کی برکت سے عطا ہوئے۔ یہ بالکل واضح بات ہے مگر یہ کیا مطلب ہے کہ ایک بیرونی رستے سے ایک اندرونی رستے سے۔

دو ماشکی آئے ہیں، دو سقّے آئے ہیں اکٹھے بھی آسکتے تھے مگر ایک بیرونی راستے سے اور ایک اندرونی راستے سے یہ بہت گہری حکمت کی بات ہے۔ مراد یہ ہے کہ میرا ظاہر و باطن محمدؐ رسول اللہ پر درود بھیج رہا ہے۔ اس لئے تمہاری زبان کا درود کسی کام نہیں آئے گا۔ اگر محض زبان سے درود بھیجو گے تو نہ باہر کے رستے سے کوئی نور کی مشکیں لے کر آئے گا نہ اندر کے رستے سے آئے گا۔ مگر **اگر ظاہر و باطن ایک ہو جائے اگر ظاہراً بھی درود پڑھ رہے ہو اور دل کا گوشہ گوشہ اس درود میں تمہارا شامل حال ہو جائے تب تم دیکھو گے کہ اللہ کے فرشتے نور کی مشکیں لئے باہر سے بھی آئیں گے اور اندر سے بھی آئیں گے۔** اور ان نور کی مشکوں کے نتیجے میں آپ کی کیا کیفیت ہوگی۔ اس کا تفصیلی ذکر بعض دوسری روایات میں ملتاہے جو میں نے اس لئے چھوڑ دیاہے کہ اس سے پھر آگے پیچ در پیچ مضمون نکلتے ہیں جن پر روشنی ڈالنے کے لئے وقت چاہئے۔

اب اپنا ایک نشان نزول المسیح میں آپ یہ درج فرماتے ہیں، نشان نمبر ۷۷ تاریخ ۱۸۸۰ء۔ اب ۸۲ء میں ماموریت کا آپ نے دعویٰ کیاہے ۸۹ء میں جماعت کی بنیاد ڈالی ہے اور یہ ۱۸۸۰ء کی بات ہے جو آپ نے درج کی ہے۔ "ایک مرتبہ میں ایسا سخت بیمار ہوا کہ میرا آخری وقت سمجھ کر مجھ کو مسنون طریقے سے تین دفعہ سورۃ یٰسین سنائی گئی"۔ اب یہ عام طریقہ رائج ہے کہ جو مر رہا ہو اس کو سورۃ یٰسین سناؤ۔ موت سے ایسا تعلق جوڑ دیاہے لوگوں نے کہ بعض لوگ ڈرتے ہوئے سورۃ یٰسین پڑھتے ہی نہیں۔ پہلی سورۃ پڑھ کے اگلی سورۃ پہ چلے جاتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ سورۃ یٰسین آئی اور موت آئی۔ یہ محض جہالت کی باتیں ہیں۔ سورۃ یٰسین تو زندہ کرنے کے لئے آتی ہے مارنے کے لئے نہیں آتی مگر بہر حال سورۃ یٰسین کا رواج چل آ رہاہے مسلمانوں میں کہ جب سمجھتے ہیں کہ اب یہ گیا تو سورۃ یٰسین پڑھ دیتے ہیں۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوپر کہتے ہیں تین دفعہ سورۃ یٰسین پڑھی گئی، انتظار کر رہے ہوں گے کہ اب جان جائے، اب جان جائے۔ ایک دفعہ یٰسین سے نہیں گئی دوسری دفعہ نہیں گئی، تیسری دفعہ نہیں گئی تو تین دفعہ پڑھی جاچکی۔ "بعض عزیز دیواروں کے پیچھے روتے تھے"۔ مسیح موعود علیہ السلام کو آواز آرہی تھی اس وجہ سے وہ پیچھے چھپ کے روتے تھے کہ ان کو صدمہ ہو کر مایوسی نہ ہو جائے۔ "تب اللہ تعالیٰ نے الہاماً مجھے یہ دعا سکھلائی سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ . اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ"۔ پاک ہے وہ اللہ ہر برائی سے پاک ہے و بحمدہ لیکن پاک ہی نہیں تمام صفات سے بھی مرصّع ہے، تمام صفات حسنہ سے بھی مرصع ہے تو اس جملے میں خدا تعالیٰ کا سب کچھ بیان ہو گیا۔ اسی لئے آنحضور ﷺ نے فرمایاہے کہ دو کلمات ہیں جو خدا کو دیکھنے میں ہلکے، زبان پر ہلکے لیکن بہت وزنی ہیں۔ ان کلمات کا بھی آپؐ نے ذکر فرمایا ہے۔ باقی انشاء اللہ دو تین روایتیں رہتی ہیں وہ اگلے خطبے میں پیش کروں گا کیونکہ اب میں نے دیکھاہے کہ وقت ہو چکاہے۔